

اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا عمران اشرف عثمانی

سبیل العلوم

10-A، نیشنل روڈ، کلاں، ڈیڑہ، اسلام آباد

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار	۱
	حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت	۲
	حضرت اسحاق علیہ السلام کا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم	۳
	اولاد کیلئے کوئی دولت دین و اخلاق سکھانے کے برابر نہیں	۴
	تربیت اولاد کے بارے میں احادیث نبویؐ	۵
	بچوں کو جہاد کی تربیت دینا	۶
	بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید	۷
	اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ	۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار﴾

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

مسلمان ہوں یا کافر دونوں ہی بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انداز اور کافر کی تعلیم و تربیت کا انداز جدا ہے، لیکن دونوں اپنے اپنے نظریہ، مذہب اور عقائد کی بنیاد پر بچوں کی تعلیم و تربیت کے ضروری ہونے کے قائل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت کے لحاظ سے بچپن کا دور ہی اس کی پوری زندگی کی بنیاد رکھنے کا زمانہ ہے۔ یہی زمانہ اس کی ذہن سازی کا ہوتا ہے۔ جیسا ذہن بچپن میں بنے گا۔ جوانی اور بڑھاپے تک، اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ اگر اس کے اخلاق و کردار کو اچھی تعلیم و تربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ اس کی

پوری زندگی کے لئے ایک سرمایہ ہوگا۔ اور اگر شروع میں بری عادات میں جڑ پکڑ گئیں تو آگے چل کر ان کی اصلاح نہایت مشکل ہوگی۔

ہم چونکہ مسلمان ہیں اس لئے ہم پر فرض ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی انداز میں کریں۔ ایک طرف تو دین اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق ہونی چاہیے اور اگر والدین اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت نہ کریں تو وہ معصیت کے مرتکب ہوں گے۔ دوسری طرف والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اپنی زندگی کا بہترین عملی نمونہ پیش کریں۔

کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بچے کے اندر سیکھنے کا مادہ بہت وافر مقدار میں رکھا ہے۔ اسی وجہ سے جب اس کا زمانہ طفولیت ہوتا ہے تو وہ اپنے آس پاس کے انسانوں کی حرکات و سکنات دیکھ کر ایسی ہی حرکات اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہذا وجہ ہے کہ جب بچہ زبان سیکھتا ہے تو وہی زبان جو اس کے بڑے بولتے ہیں، بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ بڑے عربی زبان بولیں اور بچہ اردو بولنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح بچہ وہی انداز زندگی سیکھے گا، جو انداز اس کے بڑے اختیار کریں گے۔ لہذا اگر بڑے اس کے سامنے ایک بہتر عملی نمونہ پیش کریں گے تو بچہ وہی نمونہ سیکھے گا۔ اور بڑے ہو کر اس کو اپنائے گا۔

یوں تو بچے اپنے بڑے کے اقوال و اعمال سے متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی کی تعمیر میں والدین کا کردار سب سے زیادہ

موثر ہے کیونکہ بچے ہر کام والدین سے ہی سیکھتا ہے اس کا واسطہ بھی نسبت اور انسانوں کے والدین سے زیادہ پڑتا ہے اس لئے اس کے صحیح تربیتی (تربیت کرنے والے) والدین ہی ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ اسلام نے والدین کو بچوں کی صحیح تعلیم، و تربیت کا ذمہ دار قرار دیا اور اس کے متعلق بہت سے احکام بھی نازل فرمائے۔ چنانچہ بہت سی قرآن حکیم کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے ارشادات والدین کو بچوں کی تربیت سے متعلق ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

(۱) ﴿وَوَلِّزْنَاكَ بِالْأَمَلَةِ وَأَضَلُّكَ عَلَيْهِ﴾ (الہ ۱۳۲)

ترجمہ: ”اور اپنی اہل و عیال کو نماز کا حکم کیجئے اور اس پر ثابت قدم رہیے۔“

(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا نَفْسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ

(الحج ۹)

نَازِلًا﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

پہلے کے انبیاء علیہم السلام کے جو حالات مذکور ہوئے ہیں، ان میں بعض انبیاء کرام نے اپنی اولاد کو جو خاص نصیحتیں فرمائیں ان کو قرآن

حکیم نے بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی اولاد کی تربیت کے حلق یہ وہ تصاحیح ہیں کہ اگر آج والدین ان کو پلے پاندھ لیں۔ تو ان کی اولاد بھی بے رونا روی کا شکار نہ ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ نصیحتیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ذیل میں معارف القرآن کی تشریح کیساتھ نقل کی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے کچھ کلمات حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے تھے۔ وہ کلمات حکمت قرآن حکیم نے اس لئے نقل فرمائے کہ دوسرے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَن
يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
عَبِيدٌ ۝ وَانْقَالَ لُقْمَانُ لِأَبْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ يَأْتِيهِ لَا
تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ يَأْتِيهِ إِذَا هُوَ
إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ حَرْدَلٍ فَمَنْ فُتِنَ بِهَا صَخْرَةٌ أَوْ فُتِنَ
السَّمَاوَاتُ أَوْ فُتِنَ الْأَرْضُ يَأْتِي بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ
خَبِيرٌ ۝ يَأْتِيهِ لَيْقَمُ الضُّلْمَةِ وَأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنَّهُ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَلَخَبِيرٌ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ

الْأُمُور ۝ وَلَا تُصَغِّرْ حَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ
۝ وَأَقْبِلْ عَلَى مَشْيِكَ وَانْحَضْ مِنْ مَنَازِلِكَ إِنَّ
الْحُكْمَ الْأَحْسَنَ لَمَنْ مَنَازِلِكَ الْحَبِيرِ ۝ ﴿۱۹﴾

(سورہ لقمان آیت ۱۹ تا ۲۱)

ترجمہ: "اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی (اور
ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو
فعلی شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا
ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز (اور
سب) مخلوقوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنی بیٹی کو
نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کیساتھ کسی کو شریک
مت ٹھیرانا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

بیٹا (حق تعالیٰ کا ظلم اور قدرست اس درجہ ہے کہ)
اگر (کسی کا) کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو (اور
(پھر وہ کسی پتھر کے اندر رکھا ہو یا وہ آسمانوں کے
اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ
حاضر کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور
باخبر ہے) اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ)
بیٹا نماز پڑھا کرو اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور

برے کاموں سے منع کیا کر اور حق پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) صبر کے کاموں میں سے ہے اور (اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل ، چنگ اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے ، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر لو (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر ، چنگ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے ۔ (تفصیل کیلئے معارف القرآن ج ۷ ص ۳۱ ملاحظہ فرمائیں)

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طوفان نوح کے آنے کے بعد آخر وقت تک نصیحت فرمائی جس کو قرآن حکیم نے اس طرح ذکر فرمایا ہے ۔

وَوَيْسَىٰ تَجْعَلُ يَهُسُ فِى مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوْحٌ بِابْنِهِ وَكَانَ فِى مَغْرَلٍ يَابِسٍ لَّا تَمُوتُ مَتْعًا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

(سورہ نوح: ۴۳)

”اور وہ وحشی ابن کو پیاز جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ غلجہ

مقام پر تھا کہ اسے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ
سوار ہو جا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت
ہو (یعنی کفر کو چھوڑ دے کہ غرق سے نکل جاوے)

(تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۴۴۴)

قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور
حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ نصائح ذکر کی ہیں جو انہوں نے اپنی
اولاد کی تھیں۔

وَوَضَّيْنَا بِهَا إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا وَتَعْقُوبَ نَاهِيًّا أَنْ يَلْبِسَ
الضَّلَاطِلَ لَكُمْ الْبَلَاءَ فَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۲۷﴾
”اور اسی (طقت موصوفہ پر قائم رہنے) کا حکم کر گئے
ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح
(یعقوب علیہ السلام بھی) اپنے بیٹوں کو جس کا یہ
مضمون تھا کہ (میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین
(اسلام اور اطاعت حق) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا
ہے، سو تم (دم مرگ تک اس کو مت چھوڑنا اور) ہرگز
اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“

(معارف القرآن، سورہ بقرہ ج ۱ ص ۴۴۴)

وَأَمَّا كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ

بَيْنَهُ مَا مَشْنُونٍ مِّنْ بَغْيٍ ذَقْنُوا نَجْمًا بِالْهَيْكَلِ وَ بِالْهَيْكَلِ
 اِبْرَاهِيمَ وَ اِسْمَاعِيلَ وَ اِسْمَاعِيلَ اَلْهٰذَا
 وَ اِسْمَاعِيلَ ذٰلِكَ مُسْلِمُونَ ﴿٥﴾

”کیا تم موجود تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدہ کے لئے) پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کر گے، انہوں نے (بالا خلاق) جواب دیا کہ ہم اس (ذات پاک) کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ (حضرات) ابراہیم واسماعیل واسحاق علیہم السلام پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ ناشریک ہے اور ہم (احکام میں) اسی کی اطاعت پر (قائم) رہیں گے۔“

(سورۃ القرآن ص ۲۹۵، سورۃ بقرہ)

اس کے ساتھ اہل و عیال پر شفقت و محبت ایک طبعی اور فطری امر ہونے کیساتھ حکم ربانی بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال کے لئے دین و دنیا کی آسائش و راحت کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔

﴿وَ اِذْ يَرْوٰى اِبْرٰهِيْمُ رُبَّكَ يٰ اِبْرٰهِيْمُ هٰذَا نَارُ اٰلٰهِنَا وَ اَنْتَ نَارُ

أَهْلُهُ مِنَ الشُّرَبِ مَنْ مِّنْهُمْ نَالَهُ وَالْيَوْمَ الْآخِرِ
 هَٰذَا وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَصْغَرُوهٓ إِلَىٰ عَذَابِ
 النَّارِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذْ أَصَابَهُمُ الْعَذَابُ
 مِنْ اللَّيْلِ وَاصْبِرُوا رُبَّمَا سَبِقَتْ لَيْلٌ نَّصِيبًا
 مِنَ النَّارِ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْعَذَابُ لَئِنْ
 دُرِيتُ أَتَيْنَاهُمُ أَتَيْنَاهُمُ لَئِنْ دُرِيتُ أَتَيْنَاهُمُ لَئِنْ
 دُرِيتُ أَتَيْنَاهُمُ لَئِنْ دُرِيتُ أَتَيْنَاهُمُ لَئِنْ دُرِيتُ ۝ (سورہ النور ۲۴: ۲۱-۲۷)

”اور جب کہا ابراہیم نے، اے میرے رب بتا اس
 شہر کو امن کا اور روزی اے اس کے رہنے والوں کو
 میرے جو کوئی ان میں سے لیجان، اے اللہ پر اور
 قیامت کے دن پر، اور فرما، اور جو کفر کرے اس کو بھی
 نفع پہنچاؤں گا تو اے دنوں پھر اس کو جبراً جلاؤں گا
 دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی،
 اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ
 کی اور سمجھیں دہا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے
 قبول کر ہم سے بے شک تو یہی ہے خنہ والہ چاہتے
 والے اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور
 ہماری اور میں بھی کر دیک جس عت فرمانبرداری اپنی اور
 بتا ہم کو قاعدے حج کرے کے اور ہم کو معاف کر

بیشک تو یہی ہے تو۔ قبول کرنے والا مہربان۔“

(تفسیر مبارک القرآن ج ۶ ص ۶۷۷ سورہ بقرہ)

سابقہ آیات میں ملت ابراہیم اور اسلام کی حقیقت کا بیان تھا۔ اب آیات مذکورہ میں ایک اور صولی بات قابلِ نظر ہے کہ ملت ابراہیم کہیں یا اسلام یہ پوری قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے ہدایت نامہ ہے پھر اس میں اولاد ابراہیم و یعقوب علیہم السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ آیات مذکورہ میں ان کو خاص خطاب فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ پیغمبروں نے اپنی اولاد کو بطور وصیت خاص اس کی ہدایت فرمائی۔

اس سے ایک خوب معلوم ہوا کہ اولاد کی محبت اور ان کی بھلائی کی فکر مقام رسالت و نبوت بلکہ مقام غلت کے بھی منافی نہیں۔ اللہ کا وہ طویل جو ایک وقت اپنے رب کا شمار پا کر اپنے چیتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کمر بستہ نظر آتا ہے وہی دوسرے وقت اپنی اور دینی اور دنیوی آسائش اور بھلائی کے لئے اپنے رب سے دعا نہیں بھی کرتا ہے۔ دنیا سے رخصت ہونے کے وقت اپنی اور دیکو وہ چیز دے کر جانا چاہتا ہے جو اس کی نظر میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ یعنی اسلام جس طرح عام انسان اپنی موت کے وقت یہ چاہتے ہیں کہ جو بڑی سے بڑی دولت ان کے پاس ہے وہ اولاد کو دے جائیں ایک سرمایہ در تاجر کی آج کل یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد دلوں اور فیکٹریوں کی مالک ہو جن کو امپورٹ اور ایکسپورٹ کے بڑے بڑے

لاسٹس میں لاکھوں اور کروڑوں کا چنگ بٹھس ہو یہ ایک مہر میں وہاں
اسات یہ چاہتا ہے کہ میری اور دو کو اپنے جہد سے اور بڑی تنگو میں
یہ ایک صفت پیشہ آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اول وصفت
میں کمال حاصل کرے اس کو اس کے اپنی عمر بھر کے کرتائے۔

اسی طرح علیہ یمیم السلام اور بن کے قطعیں علیہ کی سب
سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جس چہر کو وہ اصلی در درگی و زوال
دوست سمجھتے ہیں۔ وہ ان کی اولاد کو پوری کی پوری مل جائے۔ اس کے
نئے دعائیں کرتے ہیں اور کوششیں بھی۔ آخر وقت میں وصیت بھی
اسی کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیات مذکورہ سے واضح ہے۔

وہو دلال ابراہیم رب جعل هذا البند أمنا
واجبى و بی اربضه الأصام ۵ رب نئی افسس
تکبر من الناس من نبی فائے میں ومن افسس
فائت حمور رحیم ۵ دنائی امگت من فرائی
سواد حیر دق ذریع عند نیت المصنوم رثا
لنفسوا المصنوم فاجعل نفعه من فائس مہوی
الہم واورقہم من الثمرات لعلہم بشکرؤں ۵ رب
اجعل من شعبہ المصنوم ومن فرائی رثا ونمئل
ذخائنہ (۵)

”اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کرے اس شہر

کو اس والا نور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوچھیں سوہتوں کو اسے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو سو جس نے بھڑکی کی میری سو وہ تو میرا ہی ہے اور جس نے میرا کہتا نہ مانا سو بخشنے والا مہربان ہے۔ اسے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں ہے خیرے محترم گھر کے پاس۔ اسے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور روزی دے ان کو میدوں میں سے شاید وہ شکر کریں۔

اسے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام کرنے والا رکھے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو (نماز کا اہتمام کرنے والا رکھے) اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے۔ (تفسیر سورہ اعراف ۱۲۷)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم

سورہ مریم میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَادْعُ فِي الصَّبَابِ اسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا﴾ و کان یأمر ألقه بالضم
والترکیز و کان عبد ربہ مرحبًا ﴿

”وہ اس کتاب میں اسمعیل علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے
بلاشبہ وہ وعدہ ہے کہ (بڑے) چچے تھے اور وہ رسول
بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ
کا (خصوصاً اور بھی احکام ملو) حکم کرتے رہتے
تھے۔“ (تفسیر ماری القرآن ص ۱۸۷)

یہاں پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے خصوصی اوصاف میں
ایک یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔
یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام تو ہر مومن مسلمان کے ذمہ واجب
ہے کہ اپنے اہل و عیال کو نیک کاموں کی ہدایت کرتا رہے۔ قرآن حکیم
میں عام مسلمانوں کو خطاب ہے۔ قَدْ اٰتٰنٰکُمْ وَاٰتٰنٰکُمْ سَارًا۔
(یعنی بچھاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے) پھر اس
میں حضرت اسمعیل کی خصوصیت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ حکم اگرچہ
عام ہے اور سبھی مسلمان اس کے مکلف ہیں لیکن حضرت اسمعیل علیہ
السلام اس کے اہتمام و انتظام میں امتیازی کوشش فرماتے تھے جیسا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خصوصی ہدایت ملی تھی کہ وَاٰتٰنٰکُمْ
غُسْبَیْرًا مِّنَ الْاَقْبَرِ یعنی اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ
کے غضب سے ڈرائیے۔ آپ نے اس کی تعمیل میں اپنے خاندان کو
جمع کر کے خصوصی خطاب فرمایا۔

دوسری بات یہاں یہ قابل غور ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب

کے سب پوری قوم کی ہدایت کے لئے مجبوث ہوتے ہیں ورنہ سبھی کو پیغام حق پہنچاتے ہیں اور ہر انبی کا پابند کرتے ہیں اہل اعمال کی خصوصیت میں کیا حکمت ہے بات یہ ہے کہ دعوتِ تبلیغرانہ کے خاص اصول ہیں اس میں یہ اہم بات ہے کہ جو ہدایت عام خلقِ ہند کو دیئے گئے اس کو پہلے اپنے گھر سے شروع کرے اپنے گھر والوں کو اس کا ماننا اور منو نا نسبتاً آسان بھی ہوتا ہے۔ اس کی گمرانی بھی ہر وقت کی جاسکتی ہے اور وہ جب کسی خاص رنگ کو اختیار کر لیں اور اس میں ہلکا ہو جائیں تو اس سے ایک دینی ماحول پیدا ہو کر دعوت کو عام کرنے اور دوسروں کی اصلاح کرنے میں بڑی قوت پیدا ہو جاوے گی۔ اصلاحِ خلق کے لئے سب سے زیادہ موثر چیز ایک صحیح دینی ماحول کا وجود میں لانا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہر بھلائی یا برائی نسبتاً تعلیم و تعلیم اور فہم و تفہیم کے زیادہ ماحول کے درجے پھیلتی اور بڑھتی ہے۔

اور دیکھئے کوئی دولت دین و اخلاق سکھانے کے برابر نہیں

انبیاء علیہم السلام کے اس طرزِ خاص میں عام انسانوں کے لئے بھی یہ ہدایت ملتی ہے کہ وہ جس طرح ان کی دنیوی پرورش اور نفس کے دنیوی آرام و راحت کا انتظام کرتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ان پر آرام ہے کہ اولاد کی نگرانی، عملی اور اخلاقی تربیت کریں برے راستوں اور برے اعمال و اخلاق سے ان کو بچانے میں سچی تبلیغ

کریں کہ ولاد کی بچی محبت اور اصل خیر خواہی بھی ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ایک انسان اپنے بچے کو جھوپ کی گری سے بچانے کے لئے تو ساری توانائیاں خرچ کر دے اور داگی آگ سے اور عذاب سے بچانے کے لئے کوئی دھیان نہ دے، اس کے بدن سے پھانس نکالنے میں تو سارے درائع اور وسائل استعمال کرے اور بندوق کی گولی سے نشانہ بننے سے اس کو نہ بچائے۔

انبیاء علیہم السلام کے اس طرز عمل سے ایک اصول بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے کہ سب سے پہلے ان کی صلاح و فلاح کی فکر کی جائے ان کے بعد دوسروں کی طرف توجہ کی جائے جس میں دو حکمتیں ہیں۔

اوس یہ کہ طبعی اور جسمی تعلقی کی بناء پر وہ نصیحت کا اثر زیادہ جلد دور آسانی سے قبول کر سکیں گے اور پھر وہ ان کی تحریک اور اصلاحی کوشش میں ان کے دست و پاؤں میں کرا شامت حق میں ان کے معیض ہوں گے۔ دوسرے اشاعت حق کا اس سے زیادہ سہل اور مفید راستہ کوئی نہیں کہ ہر گھر کا دم دار آدمی اپنے اہل و عیال کو حق بات سکھانے اور اس پر عمل کرانے کی سعی میں دل و جان سے لگ جائے کہ اس طرح تبلیغ و تعلیم اور اصلاح و تربیت کا دائرہ سب کو صرف گھروں کے اندر رہیں تک جاتا ہے ان کو سکھانا پوری قوم کو سکھانے کے ہم معنی سمجھتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی تنظیمی اصول کے پیش نظر ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْبُدُوا اللَّهَ
 "اے ایمان والو! پناہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل
 وعیال کو بڑی آگ سے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا کے رسول ہیں
 ورجن کی ہدایت قیامت تک آنے والی سطوں کے لئے کام ہے آپ
 کو بھی سب سے پہلے اس کا حکم دیا گیا کہ
 وَادْعُ أَهْلَ عَشِيرَتِكَ إِلَى الْإِسْلَامِ

"پتے قرشی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے۔"
 اور ارشاد ہوا

وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ بِالطَّلَافِ وَالْإِصْبَافِ
 یعنی "اپنے اہل و عیال کو تھار کا حکم کیجئے اور خود بھی اس
 کے پابند رہئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کی تعمیل فرمائی۔
 ایک تیسری حکمت یہ بھی ہے کہ جب تک کسی شخص کے اہل
 و عیال اور قرشی خاندان اس کے نظریات اور عملی پروگرام میں اس کے
 ساتھی و رہنمائی نہیں ہوتے تو اس کی تعلیم و تبلیغ دوسروں پر اتنی مؤثر
 نہیں ہوتی، بلکہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کے
 جواب میں بتداء اسلام کے وقت عام لوگوں کا یہ جواب ہوتا تھا کہ
 پہلے پتے خاندان قریش کو تو آپ دوست کر لیں۔ پھر ہماری خبر میں

اور جب خاصہ بنا میں اسلام پھیل گیا اور فتح مکہ کے وقت اس کی تکمیل ہوئی تو اس کا نتیجہ قرآن کے حفاظ میں یہ ظاہر ہوا کہ

﴿يَهْدِيهِ لَكُمْ خُطًى مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ﴾

یعنی ”لوگ اللہ کے دین کے میں فوج در فوج ہو کر داخل ہو گئے۔“

”جنگل مسلمانوں میں بے علمی اور بے دینی پھیلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اگر خود دین سے واقف اور دیندار بھی ہیں تو اس کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری اولاد بھی دیندار ہو کر دائمی راحت کی مستحق ہو۔ عام طور پر ہماری نظریں صرف اولاد کی دنیاوی اور چند روزہ راحت پر رہتی ہیں۔ اسی کے لئے انتظامات کرتے رہتے ہیں۔ دوست لار وائی کی طرف توجہ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ آخرت کی فکر میں لگ جائیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے سب سے بڑا سرمایہ ایمان اور عمل صالح کو سمجھ کر اس کی کوشش کریں۔“

تربیت و اردو کے بارے میں احادیث نبویؐ

ان ہی حکمتوں کے پیش نظر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال اور اقرباء کو خود حق بات سکھانے اور اس پر عمل لانے میں ہمیشہ دلی وجہان سے لگے رہے اسی طرح آپؐ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والی ساری امت کو یہ سبق سکھایا کہ اپنی اولاد کو خود حق بات سکھائی اور ان کی صحیح تربیت

وسلم انا قال۔ حق الولد علی الولد ان يحسن

دینہ ویحسن اسعہ ﴿روایتیں﴾

یعنی ”والد کا حق بچے پر یہ ہے کہ اس کو ادب سکھائے
اور اس کا اچھا نام رکھے۔“

(۵) ﴿عس علی عس النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال انہوا اولادکم علی ثلاث حصال حب بہکم

وحب آل بہنہ وبلاؤہ المرآة﴾

(مکرمہ اہل بیت اور مہینہ عموال ابن ابیہار)

یعنی ”اپنی اولاد کو تین نصائیس سکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے محبت، اہل بیت سے محبت اور قرآن کریم

کی تلاوت۔“

(۶) ﴿عس النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الرجل

رہ فی اہلہ ومسؤل عس رعتہ والحرآة راعبۃ علی

بیت روجہا ومسؤلۃ عس رعیۃا﴾ (ابن ابی اسلم)

یعنی ”آدی نگہبان ہے اپنے اہل و عیال کا اور اس سے

اس کی رعیت (یعنی اہل و عیال) کی پوچھ بچھ ہوگی اور

عورت نگہبان ہے اپنے شوہر کے گھر میں اور اس سے

اس کی رعیت (یعنی اہل و عیال) کی پوچھ بچھ ہوگی۔

(۷) ﴿عس ایس عباس عس النبی صلی اللہ علیہ

وَمِنْهُمْ أَنَّهُ قَالُوا افْتَحُوا عَلَيَّ حَبِيبَاتِكُمْ لَأَوْكِيَنَّكُمْ (مَرْثِي لَكُمْ، تَحْزِينًا لَكُمْ، ۳۵۳:۳۶۲)
 "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو
 سب سے پہلے کلمہ "لا اِلهَ اِلَّا اللهُ" سکھاؤ۔"

بچوں کو جہاد کی تربیت دینا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اولاد کو جہاد کی تربیت
 دیتے تھے جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث
 سے واضح ہوتا ہے۔

اَعْلَمُ سَعْدُ بْنُ ابِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
 سَعْدَ بْنَ ابِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَمَا مَعْلَمُهُمُ السُّورَةُ مِنَ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ
 "حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے کہ ہم اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 غزوات کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرح جیسے ان کو
 قرآن کریم کی سورت کی بھی تعلیم دیتے تھے۔"

بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید

عن عمرو بن العاص عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال مروا أولادكم وهو ابن سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر، وفرقوا بينهم في المضاجع.

(موطا، اذکار، کرامات، ۱۶، ۳۵۳۳)

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں۔ دس برس کے ہو جائیں تو ان کو (نماز چھوڑنے کے سبب) مارو اور ان کا بستر والگ کر دو۔“

عن معاذ بن جبل قال لوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر كلمات فمنهم وانفق على أهله من ماله ولا يرفع عنهم عصاك أدباً وأخطهم في الله.

(رواد اور موطا، فی التکبیر، اسناد، ۱۶، ۳۵۳۳)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس چیزوں کی وصیت فرمائی۔ (ان میں سے کچھ یہ ہیں) اپنے گھر

والوں پر خرچ کرے۔ تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ
بٹاتا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہتا۔

فائدہ

لکڑی نہ بٹانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں ہر وقت مارنا
رہے۔ بلکہ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ
اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں اس لئے جو
چاہو کرتے رہو۔ بلکہ ان کو حدودِ شرعیہ کے تحت میں رہتے ہوئے کبھی
کبھی مارتے بھی رہنا چاہئے۔ کیونکہ بغیر مار کے اکثر تربیت نہیں ہوتی۔
آج کل لولہ کو شروع میں محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی
جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے
میں۔ حالانکہ یہ لولہ کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری
عادتوں سے نہ روکا جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے کون
سمجھ رہا کہ اس کا بچہ کہ لولہ کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس
وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم اور تکلیف ہوگی، عملِ جراتی نہ کرایا جائے
بلکہ لاکھ بچے روئے، منہ بتائے، بھاگے بہر حال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔
بہت سی حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ لعل
کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی
عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ
بچوں کی نماز کی نگہبانی کیا کریں اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔

حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کیلئے۔ سنی ہے جیسا کہ بھتی کے لئے پانی (درمنثور) اور ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿مأورث والد وولد أفصل من أدب، ما محل والد وولد أفصل من أدب حسن﴾

(کنز العمال ج ۷۱، ص ۳۳۵، ۱۱۲، الترغی)

یعنی "کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے۔"

(جامع صغیر)

﴿عن ابي سليمان مالك بن الحويرث قال انبأ النسي صلي الله عليه وسلم ونحن شبيبة متقاربون فأتينا عنده عشرين ليلة فظن أننا اشتبهنا أهلها فقال من تر كننا هي أهلها وكان رويها رحباً فقال ارجعوا إلى أهلكم فعلموهم ومروهم وصلوا كما رأيتموني أصلي فإذا حضرت الصلاة فيؤدون لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم﴾۔

(ابن ماجہ فی الادب المفرد، کنز العمال ج ۷۱، ص ۷۷، ۱۸۸)

"حضرت ابو سلیمان مالک بن الحویرث فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم

سب ہم عمر نوجوان تھے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھیں راتیں قیام کیا۔ پس حضور نے کہاں فرمایا کہ ہم اپنے اہل و عیال کو چاہتے ہیں تو حضور نے ہمارے اہل و عیال کے بارے میں پوچھا جن کو ہم اپنے وطن چھوڑ آئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رفیق اور مہربان تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔

بچے گھر دلوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور ان کو حکم کرو اور ایسے نماز پڑھو جیسا کہ آپ نے مجھے شمار پڑھتے ہوئے دیکھا، پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں کوئی اذین دے اور بڑا آدمی امامت کرے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ روحو اہلکم و یاہلکم، حدوہم المذنب والمفسد واجہدوا لہم الکسوف واحسنوا لہم بالخطۃ لہر غب فہم۔

(مسندک حاکم، کنز العمال ج ۱۶۔ ۱۵۴۶)

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کرو، اور ان کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرو اور ان کو اچھا لباس پہناؤ اور عطیہ دے کر ان پر احسان کرو، تاکہ لوگوں کو ان کی

حرف رغبت ہو۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ

”مکتوبہ فی التورہ۔ میں بلعب لہ اہلۃ اثنتی عشرہ

سنۃ فلم یزوجھا فإحصاہا ثمانۃ واثنتی عشرۃ

(کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۲۴، بخوارزمی کی شعب الایمان)

”توریت میں مذکور ہے کہ جس شخص کی بیٹی کی عمر ۱۲ برس

کی ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے پھر وہ کسی

گناہ میں ملوث ہو تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہوگا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے۔

”أعینوا اولادکم علی غیر من شاء استخرج

العقوب من ولده“

(کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۲۴، بخوارزمی کی التکبیر)

یعنی ”اپنی اولاد کی نیکی میں مدد کرو، جو شخص چاہے وہ

اپنی اولاد سے نافرمانی کا عنصر نکال سکتا ہے۔“

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا

”کل شجرہ ثمرہ وثمرۃ الخلب (الاولاد)

(بخوارزمی ج ۱ ص ۲۵۲۴)

”ہر درخت کا ایک پھل ہوتا ہے اور دل کا پھل ورد
(لڑکا) ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وَأَنْ يَحْسِبَ الْمَوْلَدُ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يَعْطِمَهُ الْكِتَابَةُ
وَأَنْ يَحْسِبَ أَسْمُهُ وَأَنْ يَرُوحَهُ إِذَا بَلَغَ“

(ابن ماجہ، کنز العمال ج ۱۶، ۴۵۴۶)

”اورد کا حق والد پر یہ ہے کہ اس کو کتابت سکھائے
اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہو جائے
تو اس کی شادی کرے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يُحَرِّمُ اللَّهُ وَالِدًا أَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بَرٍّ“

(ابن ماجہ، کنز العمال ج ۱۶، ۴۵۴۷)

”اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے والد پر جو اپنے بیٹے کی نیک
میں مداخلت کرے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يَا كُرْمُوا أَوْلَادَكُمْ وَاحْبِسُوا أَعْدَابَهُمْ“

”اپنی اولاد کی عزت کر دو اور ان کو اچھا ادب سکھاؤ۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

”ہذا قبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب بیکم
وحب لعل یتہ وقرآنہ القرآن فان حطلة القرآن من
ضر اللہ یوم لا ھل الا ھلہ مع الابیہ واصحابہ“

(کنز العمال، ج ۱۰، ص ۱۰۰، بحوالہ سند احمد بن محمد بن ابی بن النجار)

”اپنی اولاد کو تین غصتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی سے محبت،
اہل بیت نبی سے محبت اور قرآن پاک کی تلاوت۔
کیونکہ قرآن کے حاملین اللہ تعالیٰ کے خصوصی سائے
میں انبیاء و صلحا کیساتھ ہوں گے جس روز سوائے اس
کے سائے کے کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔“

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے۔

”من رہی صغیرا حی یعول۔ لا ھلہ الا اللہ ہم
یحاسبہ اللہ۔“

(کنز العمال، ج ۱۰، ص ۱۰۰)

”جس شخص نے کسی چھوٹے بچہ کی پرورش کی یہاں
تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ
نہیں کریں گے۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

”مَنْ كَانَ لَهُ صَبِي فَلْيَتَصَابْ لَهُ بِهِ“

(ابن مساکر، کنز العمال ۶/۲۳۳۱۶)

”جس شخص کا کوئی بچہ ہو، اس کی خاطر اسے بھی بچہ بننا چاہئے۔“

یہ سب احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تربیت کے مختلف طریقے تعلیم فرمائے اور ان کو حکم دیا کہ بچوں کو نماز، قرآن، خوب اور اسلام کی تعلیم دو۔ ورنہ والدین سے ان کی عدم تربیت کا آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ، ندین ہی بچے کو صحیح راہ میں ڈال سکتے ہیں وہ چاہیں تو بچے کی دین اور دنیا سنوار دیں اور چاہیں تو بگاڑ دیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں پس یہ پتہ چلا کہ والدین کا دور کی تربیت و بگاڑ میں بہت بڑا دخل ہے۔

آج کل کے دور میں والدین اپنی اولاد کی طرف سے بہت غفلت برتتے ہیں۔ بچے ذرا بڑے ہوئے تو ان کو قرآن اور اسلام کی تعلیمات دیتے جمیر انگریزی اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے بچے اپنے والدین کی تربیت، قرآنی تعلیمات اور اسلام سے

دور ہو کر نگریری آپ دکھا اور دوستوں کی محفلوں کا عادی ہو جاتا ہے
 یہی وجہ ہے کہ جب وہ بچے بڑے ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے
 ہیں تو ان کو حلال و حرام میں تمیز، دین کی طرف رغبت اور مگن ہوں سے
 بچنے کی بالکل فکر نہیں ہوتی، وہ چاہے کسی حرام کی آمدنی سے کھائیں،
 چاہے شرابی کہانی بن جائیں یا دوستوں کی محفل میں پنا وقت ضائع
 کریں اس کا کوئی احساس پیدا ہی نہیں ہوتا، اور پھر جب اور بڑے
 ہوتے ہیں اور ہانگ دوڑ اس طرح کے حضرات کے ہاتھوں میں آتی
 ہے تو ان کو سوائے لفظ اسلام کے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ بچائے اس کے
 کہ وہ جستجو کریں کہ اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ ہم پر شرف کیا ذمہ
 داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم کس حد تک ان ذمہ داریوں سے عہدہ
 برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ خود راہِ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں
 بلکہ ساری اصول و شعائر کا کھلے بندوں مذاق اڑاتے ہیں اور دینی
 سنت کو برا کہنا اور ان پر طعن و تشنیع کرنا ان کا دطیرہ بن جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ والدین کی تربیت نہ کرنے اور اپنے سے دور
 رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اولاد دین اور اخلاق سے عادی
 ہو جاتی ہے بلکہ اپنے بڑوں اور والدین کا ادب اور احترام حتیٰ کہ
 والدین کی محبت بھی ان کے دلوں میں کما حقہ باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کی صحیح
 تربیت کے طریقے بتائے ہیں۔ اگر بچوں کی اس طرح تربیت کی

جائے تو نہ صرف یہ کہ اس میں دین کی بھلائی ہے۔ بلکہ دنیا میں بھی ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ آج مسلم اقوام کی رہوں حالی اور ذلت اور رسوائی کا ایک بڑا سبب نسل نو کی اخلاقی تربیت کا فقدان ہے اور غیر مسلمی طریقے پر تربیت کرنا ہے۔ بچوں کو دینی تعلیمات اور دینی رشتہ پر نہیں لگا سکتے تو کم از کم یہ کرنا چاہیے کہ بچپن میں سب سے پہلے بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم اور اسلامی عقائد سے روشناس کر دیا جائے تاکہ بچپن ہی سے اسلام کی طرف مائل ہونا شروع کر دے کیونکہ اگر بچپن میں دین اسلام سے پیچھے میں داخل جائے تو بڑے ہو کر اس کا رجحان طاعت اسلام اور اطاعت والدین کی طرف ہی ہوگا

ابھی جو قرآنی آیات اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ذکر کی گئی ہیں وہ بچوں کی صحیح تربیت کی اساس اور بنیاد میں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے متعلق ایک پورا باب بہشتی زیور میں بیان فرمایا ہے۔ یہ باب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اور دکی پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری بننے ہو جاتی ہے۔ وہ عمر بھر نہیں جاتی اس لئے بچپن سے جو ان ہونے تک ان باتوں کا تربیت وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ٹیک بخت، خندار عورت کا دودھ پلاٹیں، دودھ کا بہت تر ہوتا ہے۔

(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں پیای سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بڑی بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔

(۳) اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔

(۴) اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔

(۵) اگر لڑکا ہو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

(۶) گر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے رائق نہ

ہو جائے رہبر مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو جان کا خطرہ ہے دوسرے بچہ ہی سے رہبر کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں ہے۔

(۷) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا دینا اور ایسی چیزیں

دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو

یا اور بچوں کو تقسیم کر لیا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو، مگر یہ

یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز

شرور سے ان ہی کی ملک ہو اس کا دلوایا کسی کو درست نہیں۔

(۸) زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا

نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ

اسے محشی سمجھتے ہیں۔ اس کو نکل جاتے ہیں۔

(۹) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور رنگیں اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دو، کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاء اللہ مرد ہو ہمیشہ اس کے سامنے سی باتیں کیا کرو۔

(۱۰) اگر لڑکی ہو تب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اس کو عادت مت ڈالو۔

(۱۱) اس کی سب ضد میں پوری مت کرو کہ اس سے حرج بگڑ جاتا

ہے چلا کر بولنے سے روکو، خاص کر لڑکی سے تو پلانے پر خوب ڈنڈا دیت بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔

(۱۲) جس بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا وہ تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے ساتھ کھینچنے سے ان کو بچاؤ۔

(۱۳) ان باتوں سے اس کو نفرت دلائی رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی نیچ کرنا۔ خواہ مخواہ اس کو بھانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا۔ اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو

پورا اسی کو روکواں پر تنبیہ کرو۔

(۱۵) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو ہار بیٹھے مناسب سرالو تاکہ پھر

ایسا نہ کرے لکی باتوں میں عیاد و لاد ہمیشہ بچے کو کھودتا ہے۔

(۱۶) بہت سویرے ست سونے دو۔

(۱۷) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

(۱۸) جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔

(۱۹) جب کتب میں جانے کے قابل ہو جائے ازال قرآن مجید

پڑھاؤ۔

(۲۰) جہاں تک ہو سکے اُسے دیدار استاد سے پڑھاؤ۔

(۲۱) کتب میں جائے میں کبھی رعایت مت کرو۔

(۲۲) کسی کسی وقت انہیں نیک لوگوں کی حکایتیں سنا یا کرو۔ کتاب

حکایات صحابہ بچوں کو خصوصیت سے پڑھائیں۔

(۲۳) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جس میں عاشق و معشوق کی

باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا مورد بے ہودہ قصے یا غزلیں

وغیرہ ہوں۔

(۲۴) ایسی کتابیں پڑھاؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی

ضروری کارروائی آجائے۔

(۲۵) کتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے

اس کو کھینے کی اجازت دو تاکہ ان کی طبیعت کندہ نہ ہو جائے

لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۶) آتش بازی یا باجہ خریدنے کے لئے پیسہ نہ دو۔

(۲۷) کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالو۔

(۲۸) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دو کہ جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

(۲۹) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

(۳۰) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کریں اپنا جج اور ست نہ ہو جائیں۔ ان کو کہو کہ رات کو اپنا بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں صبح کو اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں کپڑوں کی گھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھر اچھا خودی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اچلے ایسی جگہ رکھا کریں جہاں کپڑے جلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوین کو خود گھن کر دیں اور لکھ دیں اور گھن کر پڑتال کر لیں۔

(۳۱) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زہر تہہارے بدن پر ہے۔ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب انھود کیج بھال لیا کرو۔

(۳۲) لڑکیوں سے کہو جو کام کھانے پکانے سینے پر وٹنے کپڑے

رنگتے، چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو۔ کہ کیسے ہو رہا ہے۔

(۳۳) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو۔ بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا کچھ دل بڑھے اور جب اس کی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اسے سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خیر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر لیا ستم کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کرتے اور پھر اسی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۳۴) ماں کو چاہیے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہا کرے۔

(۳۵) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا اور کوئی شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا۔ سمجھا جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ سودہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ وہ سب کے سامنے کھائے پیے۔

(۳۶) کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پائے مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈا، گمڈ کرنا۔ ایک آدھ میل چلنا، اور لڑکی کے لئے چکل یا چرسہ چلانا بہت ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہیں سمجھیں گے۔

(۳۷) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

(۳۸) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادات ڈالو، زبان سے چال سے شنی نہ بگھارنے پائے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر کے بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑوں یا مکان یا خاندان یا کتاب و روایات محنتی تک کی تعریف نہ کرنے پائے۔

(۳۹) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسہ دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق پیسے خرچ کر لیا کرے۔ مگر اس کی یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

(۴۰) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ اس کے علاوہ تربیت اولاد کے موضوع پر شیخ عبداللہ بن تاسع علوان کی ایک تصنیف ”تربیت الاولاد فی الاسلام“ ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت الامامہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب مدظلہم العالی نے کیا ہے اس کتاب کا نام ”اسلام اور تربیت اولاد“ ہے یہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین، وصلى الله تعالى
على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔ اللهم
اعظمنى وثوابى والمسلمين ولسن سعى غير

بیت العلوم کی مطبوعات

ایک نظر میں

قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا	تقریباً ۱۰۰
مذہب اسلامی انسائیکلو پیڈیا	۱۰۰
عصرِ کوثر انسائیکلو پیڈیا	۱۰۰
نورِ دل کی تحریک انسائیکلو پیڈیا	۱۰۰
نورِ نبی کے صدوقیات	۱۰۰
حضرت عبداللہ بن مسعود	۱۰۰
گناہوں کے مختلف ادریں کا معنی	۱۰۰
اصولِ موعود	۱۰۰
اصولِ تحریر	۱۰۰
ذرائع مطبوعات کے کچھ اشکات	۱۰۰
اسلامی احکام و مسائل کی کتابیں	۱۰۰
آپسٹال افسر	۱۰۰
رہنما قرآن و حدیث کے احکامات	۱۰۰
فتاویٰ اسلامیہ سماج کی تحریک	۱۰۰
قصصِ معارفِ اسلامی	۱۰۰
کھنڈ کی اہمیت و افادیت	۱۰۰
مذہبِ مسیحی	۱۰۰
قیامت کی نشانیوں	۱۰۰
اللہ کی تربیت قرآن و حدیث کی روشنی میں	۱۰۰
مذہبِ اشعری	۱۰۰